An International Journal of ISLAMIC AND SOCIAL SCIENCES

ISLAMICUS

PAKISTAN ISLAMICUS

(An International Journal of Islamic and Social Sciences)

April-June, 2025, Volume:05, Issue:02 Pages:01-08

Journal Website: https://pakistanislamicus.com/index.php/home

Publisher Website: https://www.mircpk.net

MUSLIM INTELLECTUALS Research Center Multan-Pakistan

انعمت علیھم کا تفسیری اور اطلاقی مطالعہ

A DETAILED AND APPLIED STUDY OF "Anʿamta ʿalayhim"

***Muhammad Waseem Khan[1], Moazama Ibrahim[2]**

[1] MPhil Scholar, Institute of Islamic Studies and Shariah, MY University, Islamabad, Pakistan.

[2] MPhil Scholar, Institute of Islamic Studies and Shariah, MY University, Islamabad, Pakistan.

HEC "Y" Category HJRS HEC Journal Recognition System

ARTICLE INFO

Article History:

Received:	March 10, 2025
Revised:	April 03, 2025
Accepted:	April 07, 2025
Available Online:	April 09, 2025

Keywords:

Spiritual
Intangible Possessions
Blessings
Abundance
Fosters Resilience

Funding:

This research journal (PIIJISS) doesn't receive any specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Copyrights:

Copyright Muslim Intellectuals Research Center. All Rights Reserved © 2021. This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

ABSTRACT

The concept of divine blessings, known in Arabic as "انعمت علیھم," *is a core belief in Islam that highlights the mercy and grace of Allah towards his believers. This concept encompasses various aspects of life, including physical, spiritual, and emotional well-being, as well as material and intangible possessions. A detailed study of the concept of* ***Anʿamta ʿalayhim*** *reveals the profound depth of Allah's blessings upon his followers. These blessings can manifest in countless forms, such as good health, financial stability, loving relationships, and spiritual guidance. They are not limited to material possessions but also include intangible gifts like peace of mind, contentment, and inner strength. The Quran emphasizes the importance of recognizing and being grateful for these blessings, as it is through gratitude that believers can draw closer to Allah and strengthen their faith.*

In an applied study of ***Anʿamta ʿalayhim****, researchers have found that practicing gratitude for divine blessings can have profound effects on one's overall well-being. Studies have shown that individuals who regularly express gratitude for the blessings in their lives are generally happier, more optimistic, and better equipped to cope with life's challenges. This is because gratitude promotes a positive mindset, fosters resilience, and cultivates a sense of abundance and fulfillment.*

***Corresponding Author's Email:** muhammadwaseemkhan2008@gmail.com

موضوع کا تعارف

انسان کی زندگی کا بنیادی مقصد اللہ تعالی کی عبادت اور اس کے حکم کی بجا آوری ہے انسان کی زندگی گزارنے کے لیے قران کریم بہترین رہنمائی کرتا ہے۔ سورۃ الفاتحہ قرآن کریم کی سب سے اہم سورت ہے، جسے "امّ القرآن" (قرآن کی ماں)، "سبع المثانی" (بار بار دہرائی جانے والی سات آیات)، اور "فاتحہ الکتاب" (کتاب کو کھولنے والی) بھی کہا جاتا ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

"وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ"

"اور بے شک، ہم نے آپ کو سات بار دہرائی جانے والی آیات (سورۃ الفاتحہ) اور عظیم قرآن عطا کیا ہے۔[1]"

سورہ فاتحہ کی آخری آیت میں اللہ تعالی کی نعمتوں اور ہدایتوں کا ذکر ہے اس آیت کے ایک حصے میں "انعمت علیھم" کا لفظ استعمال ہوا ہے جو اللہ تعالی کی خاص نعمتوں اور ہدایت کا عکاس ہے۔ "انعمت علیھم" سے مراد وہ اشخاص ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہیں۔ انعمت علیھم کا مفہوم صرف لفظی نہیں بلکہ اس کی گہرائی میں جا کر سمجھنا ضروری ہے تاکہ ہم اپنی زندگیوں میں اللہ کی ہدایت اور اس کے رضا کے راستے کو اختیار کر سکیں۔ یہ الفاظ اسلامی عقیدے اور عملی زندگی کے لیے نہایت اہم ہیں۔ ان الفاظ میں

دعا ہے کہ اللہ ہمیں ان لوگوں کے راستے پر چلائے جن پر اس کا انعام ہوا۔ اس دعا میں ہدایت، استقامت، اور کامیابی کا راز پنہاں ہے۔ اس مقالہ میں " انعمت علیھم "کا مفہوم تین تفاسیر سے دیکھیں گے اور اس کے اطلاقی پہلو پر تفصیل سے بات کی جائے گی۔ ہم اس آیت کے ذریعے جانیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے کس طرح فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی دیکھیں گے کہ یہ مفہوم موجودہ دور میں کس طرح اہمیت رکھتا ہے اور مسلمانوں کے لیے اس کا عملی اطلاق کیا ہو سکتا ہے۔

موضوع کی ضرورت و اہمیت

" انعمت علیھم "کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ اس سے پہلے اس موضوع پر ایسی کوئی تحقیق نظر سے نہیں گزری اور یہ ضروری سمجھا گیا کہ اس موضوع کے متعلق ایک ارٹیکل تیار کیا جائے جس میں "انعمت علیھم "کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ اور عصر حاضر کے پیش نظر امت کے زوال کا مطالعہ کیا جائے۔ کیونکہ دنیا گلوبل ویلج بن چکی ہے اور جدید ٹیکنالوجی نے جہاں ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، وہیں مسلمانوں پر بھی نہایت اثر پڑا ہے۔ امت مسلمہ پر اس تبدیلی کے بہت سے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ موضوع کی ضرورت و اہمیت اس بات سے بھی لگائی جا سکتی ہے کہ ساری دنیا میں امت مسلمہ اس وقت شدید مشکلات کا شکار ہے۔ امت مسلمہ پر ایسا کٹھن وقت آ گیا ہے کہ جس کی وجہ سے امت مسلمہ کو اقوام عالم میں تنزلی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس کی ایک وجہ امت کی قرآن سے دوری ہے۔ اس تحقیق کا مقصد یہ ہے کی کس طرح ہم قرآن سے رہنمائی لے کر دوبارہ اپنا کھویا ہوا وقار بحال کر سکتے ہیں۔ انعمت علیھم کی تفصیل کو سمجھنا اور اس کے اصولوں کو ہماری روزمرہ کی زندگی میں نافذ کرنا ہے تاکہ ہم روحانیت اخلاقیات اور معاشرتی بہتری کی جانب قدم بڑھا سکیں۔ اس آیت کا گہرا مطالعہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی اہمیت کا شعور دیتا ہے اور ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتا ہے کہ اللہ کی رضا کا راستہ نہ صرف فرد کی روحانیت کے لیے ضروری ہے بلکہ پورے معاشرتی نظام کی فلاح کے لیے بھی اہم ہے۔

مقالے کا منہج

اس مقالے میں تحقیق کا منہج تحقیقی و تجزیاتی ہو گا۔ راقم آیات قرآن و احادیث کے تحت انعام یافتہ لوگوں کے متعلق احکام واضح کرے گا۔ مختلف تفاسیر کی مدد سے انعام یافتہ لوگوں کی نشاندہی کرتے ہوئے، عصر حاضر کے متعلق اہم نکات کو پیش کرنے کی کوشش کرے گا۔

موضوع کی وجہ انتخاب

زیر نظر موضوع کی وجہ انتخاب یہ ہے کہ ۲۱ویں صدی میں امت مسلمہ بدترین زوال کی طرف چلی گئی ہے اور اس میں بہت سے معرکات شامل ہیں۔ جہاں اس کی ایک وجہ مادیت پرستی ہے وہی امت کا قرآن سے دوری بھی ہے۔ اگر کوئی قرآن پڑھتا بھی ہے تو محض ثواب کی نیت سے مگر قرآن کے مطالب سے دوری ہے۔ جس کے نتیجے میں لوگوں کی زندگی حقیقت اور حق کے راستے سے ہٹ کر دنیا کی رغبت اور عیائش کی طرف چلی گئی ہے۔ اس دور میں کامیابی کا اندازہ دولت، شہرت سے لگایا جاتا ہے نہ کی علم اور تقویٰ پر جو کہ صحیح معنی میں امت کے زوال کا سبب ہے۔ اس دور میں قرآنی ایات پر تحقیقی کام نہایت ضروری و اہمیت کا حامل ہے۔ اس موضوع کے انتخاب کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم انعام یافتہ لوگوں کی پہچان کر سکیں اور ان عوامل کو جان سکیں کہ اصلی کامیابی کیا ہے۔

سابقہ کام کا جائزہ

گزشتہ پانچ سالوں میں سورۃ الفاتحہ پر مختلف تحقیقی کام سامنے آئے ہیں۔

1. تحقیق "قران مکنون سلسلہ اول: فاتحہ کی باطنی تشریح" 2021 میں مہدی فاونڈیشن انٹرنیشنل سے شائع ہوئی۔
2. سبینہ عمر، تحقیق بعنوان سورۃ الفاتحہ کا تعارف، 2020ء میں مراۃ العارفین انٹرنیشنل سے شائع ہوا۔
3. محمد وسیم خان، محبوب الرحمٰن، بعنوان امت مسلمہ کے زوال میں مادیت پرستی کا حصہ: تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ، پاکستان اسلامکس جرنل، Vol-4, issue 4, Year 2024, اس میں مادیت پرستی کو مختلف انداز سے دیکھا گیا کہ کس طرح مادیت پرستی امت کے زوال کا سبب بنی۔

مندرجہ بالا تحقیق میں سورۃ الفاتحہ کا تعارف اور اس کی باطنی تشریح پیش کی گئی اور امت مسلمہ کے زوال کے اسباب کو مدنظر رکھا گیا ہے اور مگر اس ارٹیکل میں ایت کے بارے میں تفصیل اور دور حاضر میں امت مسلمہ کے حالات کو مدنظر رکھنے اور حقیقی کامیابی کی طرف راہ کی نشاندہی کی ہے۔

اہداف تحقیق

اس مقالے میں تحقیق کا منہج تحقیقی و تجزیاتی ہو گا۔ اس مقالے میں راقم نے مندرجہ ذیل اہداف متعین کئے ہیں:

1. قرآن کی تین تفاسیر کا مطالعہ کیا جائے گا اور اس کی روشنی میں انعام یافتہ لوگوں کے بارے میں دیکھا جائے گا۔
2. انعمت علیھم کی وسعت کا مطالعہ کیا جائے گا۔
3. عصر حاضر میں اس کا اطلاقی مطالعہ اور امت مسلمہ کے زوال اور اس کے حل کا جائزہ لیا جائے گا۔

قرآن کی تین تفاسیر کا مطالعہ

1. تفسیر ابن کثیر

اس کے مصنف امام عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی ہیں[2]۔ آپ کا سنِ ولادت: 700 ہجری (1301ء) اور سنِ وفات: 774 ہجری (1373ء) ہے۔ کتاب کی زبان عربی ہے اس کی ۶ سے ۱۰ جلدوں میں ہے۔ اس کا اردو ترجمہ مولانا محمد جوناگڑھیؒ نے کیا ہے[3]۔

انعام یافتہ سے کون مراد ہے:

جن پر باری تعالیٰ کا انعام ہوا ان کا بیان سورہ نساء میں ہے۔ فرمان ہے:

"وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا" (النساء: 69)

"یعنی رب تعالیٰ اور رسول کے ماننے والے ان کے ساتھ ہوں گے جن پر رب تعالی کا انعام ہے جو نبی اور صدیق اور شہید اور صالح لوگ ہیں۔ یہ بہترین ساتھی اور اچھے رفیق ہیں۔ یہ فضل الٰہی ہے اور اللہ کا جاننے والا ہونا کافی ہے۔"[4]

حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ یا اللہ! تو مجھے ان فرشتوں نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کی راہ پر چلا جن پر تو نے اپنی اطاعت و عبادت کی وجہ سے انعام نازل فرمایا۔ یہ آیت ٹھیک وَمَن يُطِعِ اللہ الخ کی طرح ہے۔ ربیع بن انس جو یہ کہتے ہیں اس سے مراد انبیاء ہیں۔ ابن عباس اور مجاہدؒ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہؓ مراد ہیں۔ ابن عباس قول زیادہ قوی اور معقول ہے۔ اور ابن کثیر میں بھی یہی روایت کی گئی ہے (عَلَيْهِمْ) میں جو ضمیر ہے وہ اس کا ذوالحال ہے اور (اَنْعَمْتَ) عامل ہے۔ معنی یہ ہوئے کہ یارب! تو ہمیں سیدھا راستہ دکھا ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا جو ہدایت اور استقامت والے تھے اور اللہ کے رسول کے اطاعت گزار اس کے حکموں پر عمل کرنے والے اس کے منع کئے ہوئے کاموں سے رک جانے والے تھے[5]۔

2. تفسیر ضیاء القران

اس کے مصنف پیر کرم شاہ الازہریؒ ہیں۔ اپ کا سنِ ولادت: ۱۹۱۸ء اور سنِ وفات: ۱۹۹۸ء ہے۔ تفسیر ضیاء القران پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔[6]

"صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ"

"ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا[7]۔"

تشریح:

ان الفاظ سے راہ حق کی ایسی نشاندہی فرمادی تاکہ تعصب اور دھند سے بلند ہو کر جو اس کا متلاشی ہو وہ اسے پہچان سکتے فرمایا جن لوگوں پر میں نے انعام و اکرام فرمایا ہے جس راستہ پر وہ چل رہے ہیں وہی سیدھا راستہ ہے۔ اور ان لوگوں کے متعلق بھی تصریح فرمادی من النبیین، والصدیقین، والشھداء، والصالحین کہ میرا انعام نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیک بندوں پر ہے۔ اب خود سوچ لو کہ کس راہ پر ان نفوس قدسیہ کے نقوش پا ہیں۔ حضرت صدیق و فاروق و عثمان وحیدر، صحابہ کرام، اہل بیت عظام کس جماعت کے پیشوا ہیں۔ اور اولیا کرام کا سلسلہ اس وقت سے لے کر آج تک کس جماعت سے ظاہر ہو رہا ہے[8]۔

3. صراط الجنان فی تفسیر القرآن

صراط الجنان قرآن پاک کی تفسیر ہے۔ یہ تفسیر شیخ الحدیث والتفسیر، مفتی ابو الصالح محمد قاسم قادری عطاری مدظلہ العالی نے لکھی ہے[9]۔ **مفتی محمد قاسم قادری** (ولادت: 6 جون 1977ء) ایک پاکستانی سنی مفسر قرآن و مفتی ہیں۔

زیر موضوع آیت میں ہم انعمت علیھم کا معنی اور اس کا مفہوم سمجھیں گے۔

"صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ"

"ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے احسان کیا[10]۔"

یہ جملہ اس سے پہلی آیت کی تفسیر ہے کہ صراطِ مستقیم سے مراد ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے احسان و انعام فرمایا اور جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل و احسان فرمایا ہے۔

اس کی مزید تشریع قرآن کریم کی دوسری آیت میں یوں بیان کی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا" (النساء: 69)

"اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ کتنے اچھے ساتھی ہیں[11]۔"

توضیح:

آیت "صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

1. جن امور پر بزرگانِ دین کا عمل رہا ہو وہ صراطِ مستقیم میں داخل ہے۔
2. امام فخر الدین رازی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: بعض مفسرین نے فرمایا کہ "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ" کے بعد "صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" کو ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ مرید ہدایت اور مکاشفہ کے مقامات تک اسی صورت پہنچ سکتا ہے جب وہ کسی ایسے (کامل) پیر کی پیروی کرے جو درست راستے کی طرف اس کی

رہنمائی کرے، غلطیوں اور گمراہیوں کی جگہوں سے اسے بچائے کیونکہ اکثر لوگوں پر نقص غالب ہے اور ان کی عقلیں حق کو سمجھنے، صحیح اور غلط میں امتیاز کرنے سے قاصر ہیں تو ایک ایسے کامل شخص کا ہونا ضروری ہے جس کی ناقص شخص پیروی کرے یہاں تک کہ اِس کامل شخص کی عقل کے نور سے اُس ناقص شخص کی عقل بھی مضبوط ہو جائے تو اس صورت میں وہ سعادتوں کے درجات اور کمالات کی بلندیوں تک پہنچ سکتا ہے۔[12]

تفاسیر سے انعام یافتہ لوگوں کی صفات

تینوں تفاسیر کے خلاصہ میں قرآن کے انعام یافتہ لوگ کون ہیں ان کی صفات کیا ہیں جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ کتنے اچھے ساتھی ہیں جن کو ہم اپنے لیے مشعل راہ بنا سکتے ہیں۔

انبیاء

انبیاء وہ برگزیدہ بندے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے منتخب فرمایا۔ ان پر وحی نازل ہوتی ہے اور وہ اللہ کے احکامات اور پیغامات لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ انبیاء کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور حضرت محمد ﷺ پر ختم ہوا۔

انبیاء کے اوصاف:

انبیاء کرام علیہم السلام بہت سے اوصاف کے حامل ہوتے ہیں۔ انبیاء کرام گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ وہ اللہ کے حکم سے کبھی نافرمانی نہیں کرتے۔ انبیاء کرام ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ انبیاء کرام امانت دار ہوتے ہیں۔ وہ لوگوں کی امانتوں میں خیانت نہیں کرتے۔ انبیاء کرام عادل ہوتے ہیں۔ وہ ہمیشہ انصاف کرتے ہیں۔ انبیاء کرام رحیم ہوتے ہیں۔ وہ لوگوں پر رحم کرتے ہیں۔ انبیاء کرام شجاع ہوتے ہیں۔ وہ اللہ کے دین کی خاطر ہر خطرے کا مقابلہ کرتے ہیں۔ انبیاء کرام صبور ہوتے ہیں۔ وہ مصیبتوں میں صبر کرتے ہیں۔ انبیاء کرام متوکل ہوتے ہیں۔ وہ اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ انبیاء کرام عالم ہوتے ہیں۔ وہ اللہ کے علم سے واقف ہوتے ہیں۔ انبیاء کرام حکیم ہوتے ہیں۔ وہ دانائی کی باتیں کرتے ہیں۔

صدیق

لفظ "صدیق" عربی زبان سے لیا گیا ہے، جس کے معنی ہیں سچا، راست باز، اور وفادار۔ اصطلاح میں، صدیق اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اپنے قول و فعل میں سچا ہو، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر کامل ایمان رکھتا ہو، اور اطاعتِ خداوندی میں ثابت قدم ہو۔

احادیث میں بھی صدیق کے اوصاف کا ذکر ملتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> "سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔"[13] (ترمذی)

صدیق کے اوصاف:

صدیق ہمیشہ سچ بولتا ہے اور جھوٹ سے پرہیز کرتا ہے۔ صدیق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر کامل ایمان رکھتا ہے۔ صدیق اپنے وعدوں کو پورا کرتا ہے اور لوگوں کے ساتھ وفادار رہتا ہے۔ صدیق لوگوں کی امانتوں میں خیانت نہیں کرتا۔ صدیق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہے۔ صدیق اپنے اعمال میں خالص ہوتا ہے اور ریاکاری سے بچتا ہے۔ صدیق اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور گناہوں سے پرہیز کرتا ہے۔

شہداء

شہید سے مراد وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان قربان کر دیتا ہے۔ شہید کا مرتبہ اسلام میں بہت بلند ہے اور اسے بہت سی فضیلتیں حاصل ہیں۔

شہید کے اوصاف:

شہید کا اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنی جان قربان کرتا ہے۔ شہید اپنے عمل میں مخلص ہوتا ہے۔ وہ ریاکاری اور دکھاوے سے پاک ہوتا ہے۔ شہید بہت بہادر ہوتا ہے۔ وہ موت سے نہیں ڈرتا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ثابت قدم رہتا ہے۔ شہید مصیبتوں میں صبر کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر پر راضی رہتا ہے۔ شہید اپنی جان سمیت ہر چیز قربان کرنے کے لیے تیار رہتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو جاتا ہے۔

شہید کی فضیلت:

زندہ: شہید مرتا نہیں بلکہ زندہ رہتا ہے۔ شہید کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ شہید کو جنت میں اعلیٰ مقام ملتا ہے۔ شہید قیامت کے دن اپنے خاندان اور دوستوں کے لیے شفاعت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ

> "اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں ان کو مردہ مت خیال کرو، بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے پروردگار کے پاس رزق پاتے ہیں۔"[14]

صالحین

صالحین سے مراد نیک لوگ، راست باز، فرمانبردار اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہیں، برائیوں سے بچتے ہیں اور اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق گزارتے ہیں۔

احادیث میں بھی صالحین کے اوصاف اور ان کی فضیلت کا ذکر ملتا ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو وہ جبریل علیہ السلام کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ پھر جبریل علیہ السلام آسمان والوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ پھر اس کی مقبولیت زمین میں رکھی جاتی ہے۔"[15](مسلم)

صالحین کے اوصاف:

صالحین اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان رکھتے ہیں، اس سے ڈرتے ہیں اور گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں، اپنے اعمال میں خالص ہوتے ہیں اور ریاکاری سے بچتے ہیں۔ نیکی کے کام کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔ لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے اور اسی سے مدد مانگتے ہیں۔

"اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" کی وسعت

علماء تفسیر کے مطابق، "أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت، ایمان، اور اپنے خاص فضل سے نوازا۔ قرآن میں ان لوگوں کو واضح کیا گیا ہے:

"وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا" (النساء: 69)

"اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام فرمایا، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ اور یہ بہت اچھے ساتھی ہیں۔[16]"

عموماً لوگ نعمت کو مال و دولت، صحت، اور دنیاوی آسائشوں تک محدود سمجھتے ہیں، جبکہ قرآن میں سب سے بڑی نعمت "ہدایت" ہے۔ ہدایت سب سے بڑی نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو عطاء فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:

"وَلَقَدْ جَاءَهُم مِّن رَّبِّهِمُ الْهُدَىٰ" (النجم: 23)

"اور یقیناً ان کے رب کی طرف سے ہدایت ان کے پاس آچکی ہے۔[17]"

یہ واضح کرتا ہے کہ اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہدایت اور دین کی سچائی کو سمجھنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ الدُّعَاءَ هُوَ العِبَادَةُ" (سنن ترمذی: 2969)

"دعا ہی اصل عبادت ہے۔"[18]

اور سب سے اہم دعا ہدایت کی دعا ہے، جو کہ سورۃ الفاتحہ میں سکھائی گئی۔

"نعمت" سے مراد

عربی میں "نعمت" کا مطلب ہر وہ چیز ہے جو انسان کو فائدہ پہنچائے، چاہے وہ دنیاوی ہو یا دینی[19]۔ لیکن اس آیت میں جو نعمت مراد ہے، وہ خاص طور پر ہدایت، دین کی سمجھ، ایمان، اور اللہ کی رضا ہے۔

قرآن میں نعمت کی وضاحت

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں واضح کیا ہے کہ سب سے بڑی نعمت ہدایت ہے:

"وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقَكُم بِهِ" (المائدہ: 7)

"اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی اور اس عہد کو بھی جو اس نے تم سے لیا۔[20]"

یہاں نعمت سے مراد دین اسلام اور ہدایت ہے، نہ کہ صرف دنیاوی آسائشیں۔

أَنْعَمْتَ"کا مطلب

"أَنْعَمْتَ" کا مطلب ہے اللہ کی طرف سے دیا گیا خاص فضل، جو ہدایت، علم، دین کی استقامت اور آخرت کی کامیابی کی صورت میں ہوتا ہے۔ یہ صرف دنیاوی مال و دولت کا ذکر نہیں، بلکہ روحانی اور دینی نعمتوں کو بھی شامل کرتا ہے۔

"أَنْعَمْتَ" میں اللہ کی طرف نسبت

یہ لفظی ساخت بتاتی ہے کہ انعام دینے والا صرف اللہ ہے، اور کوئی بھی شخص اپنی عقل یا کوشش سے محض ہدایت حاصل نہیں کر سکتا، جب تک کہ اللہ کی طرف سے اسے یہ نعمت نہ دی جائے۔

"مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِي" (الاعراف: 178)

" جسے اللہ ہدایت دے، وہی ہدایت یافتہ ہے۔[21]"

"وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنتُم مِّنَ الضَّالِّينَ" (البقرہ: 286)

"اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم بھی گمراہوں میں سے ہو جاتے۔[22]"

یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ ایمان اور ہدایت انسان کا ذاتی کمال نہیں بلکہ اللہ کا فضل ہے۔

"عَلَيْهِمْ" میں خصوصی طبقہ

یہاں "عَلَيْهِمْ" سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے خاص نعمت عطا کی۔ قرآن کے مطابق یہ چار قسم کے لوگ ہیں، یہ لوگ ہر زمانے میں موجود ہوتے ہیں، اور ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے وہ انبیاء (وحی کے ذریعے ہدایت پانے والے)، صدیقین (حق کی تصدیق کرنے والے، جیسے حضرت ابو بکر صدیقؓ)، شہداء (اللہ کے

دین کے لیے جان دینے والے)، صالحین (نیک لوگ جو دین پر ثابت قدم رہتے ہیں جیسے اولیاء کرام، علماء کرام)۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کی یہ نعمت صرف گزشتہ امتوں کے لیے مخصوص نہیں تھی، بلکہ ہر دور میں ایسے لوگ موجود رہتے ہیں جو راہ ہدایت کو اپنائے ہوئے ہیں اور لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے راستے پر گامزن کیئے ہوئے ہیں۔ آج بھی جو لوگ سچائی پر قائم رہتے ہیں اور دین پر چلتے ہیں، وہ "أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" کے زمرے میں آسکتے ہیں۔ قرآن اور آحادیث میں انکے اوصاف بیان کرتے درج ذیل ہیں:

1. ایمان میں مضبوطی[23] (سورۃ الحجرات:15)
2. اللہ کی رضا کے لیے عمل کرنا[24] (سورۃ البقرہ:207)
3. دنیا کے فتنوں سے بچے رہنا[25] (سورۃ العصر:2-3)
4. اللہ کی مدد پر بھروسہ کرنا[26] (سورۃ الطلاق:3)

عصر حاضر میں اس کا اطلاقی پہلو اور امت مسلمہ کے زوال کا جائزہ

آج کی دنیا میں کامیابی کو عموماً مال و دولت، شہرت، یا عہدے سے ناپا جاتا ہے۔ لیکن قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ اصل کامیابی اللہ کی ہدایت اور رضا میں ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا شمار "أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" میں ہو، تو ہمیں ان صفات کو اپنانا ہوگا کہ ہم قرآن اور سنت کے مطابق زندگی گزارنا شروع کر دیں۔ اللہ سے مسلسل ہدایت کی دعا کریں۔ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنا چاہیے تاکہ ہم اپنے ظاہر اور باطن دونوں کو سنوار سکیں اور اپنا تزکیہ نفس کر سکیں۔ دنیا اور آخرت میں توازن قائم رکھنا نہایت ضروری ہے۔ دونوں کے درمیان اعتدال ضروری ہے۔

"فَمَن زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ" (آل عمران: 185)

"جو شخص جہنم سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا، وہی کامیاب ہے۔"[27]

یہ آیت ہر مسلمان کو راہِ حق پر چلنے کی ترغیب دیتی ہے اور اس کے عملی پہلو درج ذیل ہیں:

1. ہدایت کی دعا اور کوشش

یہ آیت ہمیں سکھاتی ہے کہ ہدایت اللہ کا سب سے بڑا انعام ہے، اور ہمیں روزانہ نماز میں اس کے لیے دعا کرنی چاہیے۔ یہ آیت ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ صرف دعا کافی نہیں، بلکہ عملی کوشش بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:

"وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا" (العنکبوت: 69)

"اور جو ہمارے راستے میں کوشش کرتے ہیں، ہم انہیں اپنے راستوں کی ہدایت دیتے ہیں۔"[28]

2. انعام یافتہ لوگوں کی پیروی

ہمیں اپنی زندگی میں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی سیرت کو اپنانا چاہیے، ان کی تعلیمات کو سمجھنا چاہیے، اور ان کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔ یہ آیت ہمیں سکھاتی ہے کہ ہمیں صرف انہی لوگوں کے راستے پر چلنا ہے جو سچے دین پر ہیں۔ انعام یافتہ لوگوں کی پیروی کے لیے ہمیں قرآن و حدیث کو سمجھنا ہوگا۔ صحابہ کرامؓ اور نیک لوگوں کی زندگیوں سے سبق لینا ہوگا۔ دین کی بنیادی تعلیمات پر عمل کرنا ہوگا۔

3. مغضوب اور ضالّین کے راستے سے بچنا

یہ آیت ہمیں متنبہ کرتی ہے کہ ہم ایسا طرزِ عمل نہ اپنائیں جو ہمیں گمراہی یا اللہ کے غضب کی طرف لے جائے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم دین کی صحیح سمجھ حاصل کریں تاکہ لاعلمی کی وجہ سے گمراہ نہ ہوں۔ حق کو ماننے اور عمل کرنے میں کوتاہی نہ کریں تاکہ مغضوب علیہم میں شامل نہ ہوں۔

مغضوب علیہم (یہود جیسے لوگ): وہ لوگ جو حق کو جانتے ہیں لیکن ضد، حسد، اور تکبر کی وجہ سے اس پر عمل نہیں کرتے۔

ضالّین (نصاریٰ جیسے لوگ): وہ لوگ جو جہالت اور لاعلمی میں گمراہ ہو جاتے ہیں۔

مغضوب علیہم (جن پر اللہ کا غضب ہوا) اور ضالّین (جو گمراہ ہو گئے) کے راستے سے بچنے کے لیے درج ذیل اقدامات ضروری ہیں:

1. علم حاصل کرنا تاکہ دین میں جہالت نہ ہو۔
2. اخلاص اپنانا تاکہ ضد، تکبر، اور حسد نہ آئے۔
3. اعتدال پسندی تاکہ غلو یا افراط و تفریط میں نہ پڑیں۔
4. قرآن اور سیرت کا مطالعہ تاکہ ہدایت یافتہ لوگوں کی پہچان ہو سکے۔

4. دین اور دنیا کی متوازن زندگی

یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ حقیقی کامیابی دنیاوی مال و دولت میں نہیں، بلکہ اللہ کے دیے گئے ہدایت کے راستے پر چلنے میں ہے۔ امت مسلمہ کو اگر عروج چاہیے تو اسے "أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" کی حقیقت کو سمجھنا ہوگا۔ اگر امت نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین کے نقش قدم پر چلے، تو وہ دنیا میں کامیاب ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر وہ مادیت پرستی، گناہ، اور جہالت میں مبتلا ہو جائے، تو زوال ناگزیر ہوگا۔

5. انفرادی اور اجتماعی اصلاح

یہ آیت صرف فرد کے لیے نہیں، بلکہ پوری امت کے لیے ہدایت کا اصول بیان کرتی ہے۔ اگر امت مسلمہ حقیقی کامیابی چاہتی ہے، تو اسے نیک لوگوں کے راستے پر چلنا ہوگا اور مادہ پرستی، گمراہی، اور باطل نظریات سے بچنا ہوگا۔ یہ آیت فرد اور معاشرے

دونوں کو پیغام دیتی ہے فرد کے لیے ہے کہ وہ خود کو دین کے مطابق ڈھالے۔ اور معاشرے کے لیے ہے کہ ایک ایسا ماحول بنائے جہاں قرآن و سنت کی روشنی میں فیصلے کیے جائیں اور نیکی کو فروغ دیا جائے۔

امت مسلمہ کا زوال اور اس کا حل

امت مسلمہ کی موجودہ پستی کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ اس نے انبیاء، صدیقین، شہداء، اور صالحین کے راستے کو چھوڑ دیا ہے اور مادی ترقی، دنیاوی لذتوں، اور نفسانی خواہشات کو اپنا لیا ہے۔ اگر امت مسلمہ کو دوبارہ عروج حاصل کرنا ہے تو اسے قرآن و حدیث کی روشنی میں فیصلے کرنے ہوں گے۔ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ "کا مطلب صرف دنیاوی نعمتیں نہیں بلکہ ہدایت، دین کی استقامت، اور اللہ کی رضا ہے۔ یہ نعمت صرف انبیاء، صدیقین، شہداء، اور صالحین کو دی گئی، اور ہم بھی ان کے راستے پر چل کر اس میں شامل ہو سکتے ہیں۔ یہ آیت ہمیں مغضوب علیہم (جان بوجھ کر حق کو رد کرنے والوں) اور ضالّین (نادانی میں گمراہ ہونے والوں) سے بچنے کی ترغیب دیتی ہے۔ امت مسلمہ کے زوال کی بڑی وجہ اس آیت پر عمل نہ کرنا ہے، اور اس کا حل بھی اسی آیت میں پوشیدہ ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی زندگی میں اس آیت کو عملی طور پر نافذ کرے، تا کہ دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو سکے۔ یہی سورۃ الفاتحہ کا بنیادی پیغام ہے جو ہمیں ہر دن یاد دلاتا ہے کہ کامیابی صرف اللہ کی دی ہوئی ہدایت میں ہے۔

زوال سے نکلنے کا راستہ:

اخلاقی زوال سے بچنا ہو گا۔ اجتماعی طور پر نیک لوگوں کی قیادت قبول کرنی ہو گی۔ یہ آیت ہمیں سکھاتی ہے کہ ہدایت یافتہ بننے کے لیے علم اور شعور ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ" (الزمر: 9)

"کیا وہ لوگ جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے، برابر ہو سکتے ہیں؟"[29]

اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم دین کا علم حاصل کریں تا کہ مغضوب علیہم اور ضالّین کے راستے پر نہ پڑیں۔ صحیح اسلامی عقیدہ اپنائیں تا کہ کسی گمراہی میں مبتلا نہ ہوں۔ ہر نماز میں سورۃ الفاتحہ غور و فکر سے پڑھیں۔ اپنی زندگی کے ہر فیصلے میں سوچیں کہ آیا یہ انعام یافتہ لوگوں کے راستے کے مطابق ہے؟۔ اپنے بچوں اور خاندان کو دین سکھائیں، تا کہ وہ بھی اس راستے پر چلیں۔ دنیاوی فائدے کے لیے دین کو ترک نہ کریں۔

1. قرآن و سنت کی طرف رجوع کرنے سے زوال ختم ہو جائے گا۔ امت مسلمہ کا زوال اسی وقت شروع ہوا جب اس نے قرآن وحدیث سے دوری اختیار کی۔
2. عدل و انصاف کا قیام کو یقینی بنایا جانا ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ کی قیادت میں جب اسلامی حکومت قائم ہوئی تو عدل و انصاف بنیاد تھا۔ امت کو دوبارہ عدل کو فروغ دینا ہو گا۔
3. علم اور روحانی ترقی مادیت پرستی کے زوال کے لیے نہایت ضروری ہے۔ تزکیہ نفس ہی انسان کے اندر سے برے معاملات اور خیالات کو نکال سکتا ہے۔ مغضوب اور ضالّین کے راستے پر نہ پڑنے کے لیے تعلیم، تدبر، اور روحانی پاکیزگی ضروری ہے۔
4. آج امت دنیاوی ترقی میں مگن ہے لیکن دینی شعور کھو رہی ہے۔ ہمیں دنیوی اور دینی ترقی کے درمیان توازن رکھنا ہو گا۔
5. " أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ "کا راستہ اپنانے کے لیے گھر میں دینی ماحول ضروری ہے۔ والدین اگر بچوں کی روحانی تربیت پر توجہ نہیں دیں گے تو وہ ضالّین کا راستہ اختیار کریں گے۔ جس کا زیادہ تر نتیجہ اج ہم بھگت رہے ہیں۔
6. یہ آیت ایک حکومتی نظام کے لیے بھی ہدایت دیتی ہے کہ اسلامی ریاست کو انہی اصولوں پر چلنا چاہیے جن پر نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین نے حکومت کی۔

نتائج بحث

ان تینوں تفاسیر: تفسیر ابن کثیر، تفسیر ضیاء القران، صراط الجنان فی تفسیر القرآن کے مطالعہ سے أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کا مفہوم اور مطلب سمجھ میں آتا ہے کہ کامیاب لوگ / انعام یافتہ لوگ انبیاء، صدیق، شہید اور نیک بندے ہیں۔ جو اللہ تعالی کی رحمت اور مغفرت کے مستحق ہیں۔ آج دنیا میں ہر بندہ اپنے اپکو کامیاب انسان سمجھتا ہے مگر قرآن کی یہ ایت سورۃ النساء کی آیت کے ساتھ مل کر زمانے بھر کی رہنمائی کرتے ہیں۔ آیت " أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ " ہمیں اللہ کی دی ہوئی ہدایت کی اہمیت کا احساس دلاتی ہے اور یہ سکھاتی ہے کہ کامیاب وہی ہیں جو انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے راستے پر چلتے ہیں۔ یہ دعا ہمیں عملی زندگی میں حق پر ثابت قدم رہنے، مغضوب اور گمراہ لوگوں کے راستے سے بچنے، اور دین و دنیا میں اعتدال رکھنے کی تعلیم دیتی ہے۔ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ "کا مفہوم یہ ہے کہ ہدایت، دین کی سمجھ، اور نیک راستے پر چلنا اللہ کا سب سے بڑا انعام ہے۔ ہمیں دعا کے ساتھ عملی اقدامات بھی کرنے ہیں تا کہ ہم انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے راستے پر چل سکیں۔ ہمیں مغضوب علیہم اور ضالّین کے راستے سے بچنا ہے، کیونکہ یہی تباہی کا راستہ ہے۔ یہ آیت امت مسلمہ کے زوال اور عروج کا راز بھی بیان کرتی ہے: جب تک مسلمان اللہ کی ہدایت پر چلیں گے، وہ غالب رہیں گے، لیکن جیسے ہی وہ دین سے ہٹیں گے، وہ زوال کا شکار ہو جائیں گے۔ یہی سورۃ الفاتحہ کا اصل پیغام ہے، جو ہمیں ہر روز نماز میں یاد دلاتا ہے کہ کامیابی کا راستہ صرف اللہ کی ہدایت میں ہے۔

تجاویز

1. جامعات میں اس موضوع پر ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیق کروا کر عصر حاضر میں معیاری ارٹیکل اور مقالات شائع کیے جاسکتے ہیں اور محقق کتب کو شائع

کرنے کا اہتمام کیا جانا چاہیے۔ اس سے جہاں طالب علم کے علمی استعداد میں اضافہ ہو گا وہیں پر علمی ورثے میں نکھار آئے گا۔

2. آیات قرآن کا تفسیر و اطلاقی مطالعہ ایک طرف طالب علم کی علمی صلاحیتوں میں نکھارنے کا سبب ہو گا تو دوسری جانب قارئین کے لیے مشعل راہ ہو گا۔

3. عصر حاضر میں جہاں مادیت کا کردار مسلمانوں کے زوال میں نہایت اہم ہے وہی قران سے دوری نے بھی مسلمانوں کے زوال میں سبب سے اہم کردار ادا کیا۔ اس طرح کے مقالات اس دور میں نہایت اہمیت کے حامل ہیں، جن سے قارئین قرآن فہمی حاصل کر سکتا ہے اور امت مسلمہ کے لیے ایک داعی کا کردار نبھا سکتے ہیں۔

4. آج کے نوجوان کنفیوزڈ ہیں کہ کون سا راستہ درست ہے۔ سوشل میڈیا، فیشن، اور جدید نظریات نے دین سے دوری پیدا کر دی ہے۔ نوجوان اس کے حل کا متلاشی ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ نوجوانوں کو صحیح دینی تعلیم دینی ہو گی۔ انہیں صحیح رول ماڈلز دیے جائیں (جیسے صحابہ، تابعین، اولیاء اللہ)۔ ان میں مطالعے اور غور و فکر کی عادت ڈالی جائے۔

REFERENCES - حوالہ جات

[1] Al-Quran 15:87

[2] Imam Imad al-Din Abu al-Fida Ismail ibn Umar ibn Kathir al-Dimashqi, Tafsir ibn Kathir (Lebanon: Beirut, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, n.d.)

[3] Molana Muhammad Jona Gharhi, Tarjuma Tafsir ibn Khathir (Lahore: Maktaba Islamia, April, 2009).

[4] Al-Quran 4: 69

[5] Tarjuma Tafsir ibn Khathir, Page 64

[6] Peer Karam Shah Al-Azhari, Tafseer Zia al Quran (Lahore: Zia ul Quran Publications, 1995)

[7] Al-Quran 1:6

[8] Tafseer Zia ul Quran, p. 26

[9] Mufti Muhammad Qasim Qadri, Sirat ul Janan fi Tafseer al Quran (Karachi, Makttaba Al-Madina, 2016).

[10] Mufti Muhammad Qasim Qadri, Sirat ul Janan fi Tafseer al Quran (Karachi, Makttaba Al-Madina, 2016).

[11] Al-Quran 4: 69

[12] Tafseer Kabir, Chapter 3, 1: 164

[13] Imam Abu Isa Muhammad ibn Isa at-Tirmidhi, Sunan at-Tirmidhi, Book of Trade (Lahore: Maktaba Rehmania, n.d.) Hadith No. 1209

[14] Al-Quran 3:169

[15] Imam Muslim ibn al-Hajjaj al-Naysapuri, Sahih Muslim, Book of Virtue, Enjoying Good manners…. (Lahore: Maktaba Islamia, n.d) Hadith No. 6705

[16] Al-Quran 4: 69

[17] Al-Quran 53: 23

[18] Imam Abu Isa Muhammad ibn Isa at-Tirmidhi, Sunan at-Tirmidhi, Hadith No. 2322

[19] Molana Muhammad Manzoor Nomani, Tahadis e Naimat (India: Lucknow, Al-Furqan Book Depo, n.d)

[20] Al-Quran 5: 7

[21] Al-Quran 7: 178

[22] Al-Quran 2: 23

[23] Al-Quran 49: 15

[24] Al-Quran 2: 207

[25] Al-Quran 103: 2-3

[26] Al-Quran 65:3

[27] Al-Quran 3: 185

[28] Al-Quran 29: 69

[29] Al-Quran 39: 9